پروفیسر ڈاکٹر محمد اشرف خرم، رئیس کلیہ تعلیمات
ڈاکٹر کمال حیدر، انچارج شعبہ تعلیمات
طاہرہ صمد، شعبہ تعلیمات
وفاقی اُردو یونیورسٹی، عبدالحق کیمپس، کراچی

پاکستان میں بطور ذریعۂ تعلیم قومی زبان اُردو کی افادیت واہمیت

IMPORTANCE AND USEFULNESS OF URDU LANGUAGES AS A MEDIUM OF INSTRUCTION IN PAKISTAN

Abstract

Means of education are the ultimate factor on the basis of which the continuity and transformation exists, that in the reason the nation abide by their national language in order to achieve such a goal with ease and trance dent but our national language was not the same priority which in unfortunate. If the Govt. of Pakistan uses it as medium of instruction, not only the student get their ultimate goal but also adopt the method of example research as their integral part of learning besides it, they can use their hidden potentials and can expose a better change at national levels. Following are the proven reconciliation for promoting the better educational reforms. Root out the calm discrimination in the educational system, pour down the cultural and social (heritage) to the forth coming generation, social harmony integration on national level develop the sense of realization and critical analysis, exposure of students capacity and potential and also the rapid increase of the rate of literacy that can help to achieve the goal of ultimate development.

تعارف:

ذریعۂ تعلیم کا مسئلہ ہمارے موجودہ تعلیمی ماحول کا ایک اہم مسئلہ ہے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ تعلیم کو فرد اور معاشرہ دونوں کی ضرورتوں کا ایک ساتھ لحاظ رکھنا چاہیئے، کیونکہ تعلیم ہی وہ واحد وسیلہ ہے جس کی مدد سے ایک نسل اپنا معاشرتی ورثہ بعد میں آنے والی نسل کو منتقل کرتی ہے۔اس لئے تعلیم مہذب انسان کی ہمیشہ ایک دائمی ضرورت رہی ہے۔اس کا اندازہ تاریخ تعلیم پر ایک نگاہ ڈالنے

سے بخوبی ہو جاتا ہے۔ قومی نظام تعلیم کا صحیح منصب اوراس کے دائرہ عمل سے متعلق فکر وانتشار کا یہ عالم ہے کہ اس معاملے میں بسااوقات خود ماہرین تعلیم کا اپنا ذہن بھی صاف نہیں ہوتا، جس کی وجہ سے اسکے اعلیٰ مملکتی مقاصد کا حصول ناممکن ہو جاتا ہے جو ملکی اور قومی ترقی کیلئے نہایت ضروری ہوا کرتے ہیں۔ چنانچہ ان ہی مسائل میں ایک اہم ترین مسئلہ ذریعۂ تعلیم کا بھی ہے۔(1) قومی سطح پر معیار تعلیم کو بلند کرنے اور بین الاقوامی سطح پر آفاقی تصور تعلیم پیش کرنے کی ضرورت اس امر کی ہے کہ ایک ذریعۂ تعلیم کا تعین کر کے ہمہ گیر نظریہ کی بنیاد پر مناسب حکمت عملی تیار کی جائے، لیکن بد قسمتی سے ہمارے ملک میں ابتدائی سطح سے لے کر اعلیٰ سطح تک کسی واضح ذریعۂ تعلیم کا آج تک تعین نہیں ہو سکا۔ اس ضمن میں کہ کونسا ذریعۂ تعلیم ملکی ضروریات کیلئے سود مند ثابت ہو سکتا ہے۔ پچھلے 68 سالوں سے یہ مسئلہ وجہ تنازعہ اولین رہا۔ یہ امر موجب حیرت بھی ہے اور باعث افسوس بھی۔ مملکت کا یہ اوّلین فرئضہ ہے کہ وہ ماہرین تعلیم کی موجودگی میں نظام تعلیم کو جدید خطوط پر استوار کرے۔ لہٰذا مملکت کے نظریہ کے تحفظ اور اس کے نصب العین کی تکمیل کیلئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ایسے افراد پیدا کئے جائیں جو بہتر تعلیم کے ذریعے افراد اور معاشرے کے درمیان صحیح توازن پیدا کر سکیں۔(2)

وطن عزیز کو آزاد ہوئے طویل عرصہ گزر چکا ہے لیکن آج تک یہ طے نہیں ہو سکا کہ یہاں ذریعۂ تعلیم قومی زبان اردو ہو یا بدیسی زبان انگریزی۔ چنانچہ اس گو مگو کی کیفیت اور کشمکش میں جو مسائل اٹھے ہیں وہ اپنی جگہ، لیکن معاشرتی اور قومی تشخص کا جو بیڑا غرق ہوا ہے وہ کسی سے پوشید نہیں ہے۔ دنیا کے تمام مفکرین و ماہرین کا اس امر پر مکمل اتفاق ہے کہ کسی بھی قوم کو بہترین تعلیم صرف اس کی قومی زبان میں ہی دی جا سکتی ہے۔ بالفاظ دیگر قوم کی ترقی کا راز قومی زبان میں تعلیم حاصل کرنے میں ہی پوشیدہ ہے اور بدیسی یا غیر ملکی زبان میں تعلیم دینا اس قوم کی ذہنی پسماندگی کے سوا کچھ نہیں ہوتا اس سلسلے میں صرف اتنا کہا جا سکتا ہے کہ ''کوئی بھی قوم غیر ملکی زبان کے ذریعے اپنی قومی روح کو دریافت نہیں کر سکتی ہے''۔ اقوام عالم کی عملی صورت حال اسی بات کی تصدیق کرتی ہے کہ بدیسی زبان میں تعلیم کے ذریعے ترقی ممکن ہی نہیں۔ اگر ہم اپنی تاریخ پر ایک نگاہ ڈالیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ پاکستان کے قیام میں ہماری قومی زبان اردو نے ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔ اردو بنیادی طور پر دنیا میں بولی جانے والی زبانوں میں ایک اہم زبان ہے، جس میں ذریعۂ تعلیم بننے کی بھرپور صلاحیت موجود ہے، لیکن افسوس کہ ہمارے ارباب اقتدار و اختیار نے قیام پاکستان کے بعد قومی زبان اردو کے علاوہ انگریزی زبان کو بھی ذریعۂ تعلیم قرار دیا۔(3) اس میں کوئی شک نہیں کہ انگریزی زبان ایک بین الاقوامی زبان ہے جو دنیا کے اکثر ممالک میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ اس لحاظ سے اس کی اہمیت مسلم ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ بحیثیت ایک آزاد ملک کے ہمارے ہاں ذریعۂ تعلیم اردو ہونا چاہئے تھا، لیکن افسوس کہ عملاً ایسا نہیں ہو سکا بلکہ اردو کے ساتھ

ساتھ انگریزی کو بھی ذریعۂ تعلیم قرار دے کر ہمارے اہلِ فکر و دانش اور اربابِ اقتدار و اختیار نے قومی تعلیم کو انحطاط پذیری کی جانب گامزن کیا، جس کا نتیجہ آج ہمارے سامنے ہے کہ آج ہمارے ملک میں ایسے افراد پیدا ہو رہے ہیں جو صرف کلرک ہی بن سکتے ہیں۔ قیامِ پاکستان سے لے کر اب تک جتنی بھی حکومتیں برسرِ اقتدار آئیں انہوں نے اس بات کا جائزہ ہی نہیں لیا کہ انگریزی زبان کو ذریعۂ تعلیم اختیار کرنے سے معاشرے پر کیا منفی اور مثبت اثرات مرتب ہوئے۔(4) چنانچہ دوہرا ذریعۂ تعلیم رائج کرنے کا نتیجہ آج ہمارے سامنے ہے کہ ہمارے ہاں دوہرا نظامِ تعلیم مستحکم ہو چکا ہے، جس کی وجہ سے معاشرے میں طبقاتی درجہ بندی صاف نظر آتی ہے۔ تعلیمی مقاصد کا حصول ناممکن ہو گیا ہے۔ طلبہ کی بہترین تعلیم و تربیت خواب بن چکی ہے۔ انگریزی ذریعۂ تعلیم کے ذریعے تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ احساسِ برتری کا شکار ہیں تو اردو ذریعۂ تعلیم کے ذریعے تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ احساسِ کمتری کا شکار ہیں۔ ظاہر ہے یہ تضاد اس وقت تک ختم نہیں ہو سکتا جب تک کہ اکثریت رائے سے قومی تقاضوں کے مطابق افادیت رکھنے والی قومی زبان اردو کو ذریعۂ تعلیم قرار نہیں دیا جائے گا۔ زیرِ نظر موضوع پر سیر حاصل بحث کرنے کا بنیادی مقصد صرف یہی ہے کہ قومی زبان اردو بطور ذریعۂ تعلیم اس کی افادیت کا تعین کر کے سفارشات مرتب کی جائیں۔(5)

یہ مسلّمہ حقیقت ہے کہ ہمارا قومی نظامِ تعلیم انحطاط پذیر ہے، جس کی وجہ سے دن بہ دن اعلیٰ مملکتی مقاصد کا حصول ناممکن ہوتا جا رہا ہے جو نظریۂ پاکستان کے تحفظ اور اسلامی اقتدار کے فروغ کے لئے لازمہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ بنیادی طور پر صحت مند خطوط پر متشکل ہونے والا نظامِ تعلیم کسی بھی ملک کی ترقی و تعمیر کا ضامن ہوا کرتا ہے، لیکن ہمارے قومی نظامِ تعلیم کی انحطاط پذیری نے ملکی ترقی و تعمیر کو معکوس موڑ پر لا کھڑا کیا ہے۔ قومی نظامِ تعلیم کی انحطاط پذیری کی کیا وجوہات ہیں، نیز اس کو صحت مند خطوط پر متشکل کرنے کے لئے کون کون سے اقدامات ضروری ہیں۔ یہ ایک الگ بحث ہے۔ قطعۂ نظر اس کے ان اقدامات کی راہ میں کون سے مسائل درپیش ہیں جن کا مناسب حل تلاش کر کے قومی نظامِ تعلیم کو صحت مند خطوط پر متشکل کیا جا سکتا ہے چنانچہ ان ہی مسائل میں ایک اہم ترین مسئلہ زیرِ نظر مسئلہ ہے۔(6)

ذریعۂ تعلیم نظامِ تعلیم کا جزو لاینفک ہوتا ہے لہٰذا اس کی واضح نشاندہی کے بغیر تعلیمی عمل سے کسی بہتری کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ بدقسمتی سے ہمارے ملک میں ابتدائی کی سطح سے لے کر اعلیٰ تر سطح تک کسی واضح ذریعۂ تعلیم کا تعین آج تک نہیں ہو سکا ہے۔ اس ضمن میں کہ کون سا ذریعۂ تعلیم ملکی ضروریات کے لئے سود مند ثابت ہو سکتا ہے۔ پچھلے 68 سالوں میں وجۂ تنازعہ رہا ہے۔ اور یہ امر موجبِ حیرت بھی ہے اور باعثِ افسوس بھی۔ ماہرینِ تعلیم اور اربابِ بست کشاد صاف ذہنیت کے ساتھ ساتھ ملکی مقاصد اور قوم کی بہبود کے تقاضوں کو اوّلیت دیتے ہوئے ابھی تک کسی نقطۂ نظر پر متفق نہیں ہو سکے ہیں۔ ہونا تو یہ

چاہیئے تھا کہ ہمارے اربابِ اقتدار، ماہرینِ تعلیم اور دیگر اہلِ فکر حضرات ملکر اس اہم ترین مسئلہ کا حل تلاش کر کے بالخصوص اعلیٰ سطح پر کسی ایک ذریعۂ تعلیم کا تعین کر کے قومی نظامِ تعلیم کو صحت مند خطوط پر متشکل کرنے کے لئے ایک مربوط لائحہ عمل اختیار کرتے جس سے نہ صرف ملکی ضروریات کی تکمیل ہوتی بلکہ ایسے افراد پیدا کئے جاتے جو نظریۂ پاکستان اور اسلامی اقدار کے فروغ کے امین ہوتے لیکن افسوس کے ایسا عملاً نہیں ہو سکا۔ یہی وہ عوامل و معروضات ہیں جن کے پیشِ نظر اس مسئلے کے مضمرات پر روشنی ڈالنے کی ضرورت محسوس کی گئی ہے۔ وطنِ عزیز کے نصب العین اور ثقافت و معاشرت کے تقاضوں کے مطابق موزوں ذریعۂ تعلیم کا تعین کر کے اربابِ اقتدار و بست کشاد کی توجہ اس جانب مبذول کی جا سکتی ہے تاکہ اس کی روشنی میں نظامِ تعلیم کو بہتر خطوط پر متشکل کرنے کے لئے عملی اقدامات ممکن ہوں جن کی وجہ سے ہماری تعلیمی سعی کا بہتر رُخ متعین ہو سکے۔(7)

سپریم کورٹ آف پاکستان کے حالیہ اس فیصلے سے قومی زبان اردو کو اختیاری زبان بنایا جائے۔ اسے اردو زبان کو ذریعۂ تعلیم بنانے کے لئے نظیر بنایا جا سکتا ہے۔ پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے لہٰذا اس کے نظریئے کے تحفظ اور اس کے نصب العین کی تکمیل کے لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ایسے افراد پیدا کئے جائیں جو بہتر تعلیم کے ذریعے اپنی معاشرتی و ثقافتی اقدار کو فروغ دیں لہٰذا افراد کو بہتر تعلیم فراہم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے موجودہ تعلیمی نظام کی تشکیلِ نو کر کے معیارِ تعلیم کو بہتر سے بہتر سے بنائیں تاکہ متعلقہ افراد اپنی معاشرتی ذمہ داریوں سے عہدہ براں ہوں نیز ذریعۂ تعلیم کا مسئلہ حل کر کے ہی تعلیمی عمل کے ذریعے معاشرے میں نہ صرف صحیح فکر پیدا کی جا سکتی ہے بلکہ جدید ٹیکنالوجی کو شعار بنا کر معاشرے کی ترقی کو یقینی بنایا جا سکتا ہے

غلط حکمتِ عملی کا نتیجہ آج ہمارے سامنے ہے کہ ہمارے تعلیمی اداروں میں تعلیمی عمل کو جاری رکھنے کے لئے قومی امنگوں کے مطابق صحیح اور واضح ذریعۂ تعلیم کا تعین نہیں ہو سکا۔ وطنِ عزیز پاکستان میں ذریعۂ تعلیم کا مسئلہ پچھلے 68 سالوں سے زیرِ بحث ہے۔ اس طویل عرصے میں ہزاروں مذاکرے ہوئے، مخالفت اور موافقت میں سینکڑوں مقالے لکھے گئے۔ قومی زبان اردو کو بحیثیت ذریعۂ تعلیم نظری اور عملی لحاظ سے جانچا گیا، پرکھا گیا، ہر جگہ اس زبان نے اپنی بے پناہ صلاحیتوں کے جوہر دکھائے اور ہر جگہ اس کو نمایاں کامیابیاں ملیں لیکن اس کو بطور ذریعۂ تعلیم اختیار کیا جائے یا نہ کیا جائے اس پر آج بھی بحث جاری ہے۔ یہ ایک سلسلہ لامتناہی ہے جو ختم ہونے میں نہیں آتا۔ جب صورتِ حال یہ ہو تو پھر گویا مشکل و گرنہ گویم مشکل کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ کچھ کہا جائے تو باتوں میں اضافہ ہوتا ہے اور نہ کہا جائے تو مسئلہ اور بھی گمبھیر ہوتا نظر آتا ہے بلکہ اس کا سب سے برا اثر معیارِ تعلیم پر پڑ رہا ہے۔(8)

آج ہمارا ملک دنیا کا واحد ملک ہے جہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں اپنی زبان میں تعلیم نہیں

چاہئے۔ ہماری زبان اس قابل نہیں ہے کہ اس میں جدید علوم و فنون پڑھائے جاسکیں۔ آج بھی ہمارے سامنے بہت نادان دوست کہتے ہیں کہ اگر اس قوم نے انگریزی زبان کا سایہ عاطفت چھوڑا تو یہ قوم یتیم ہو جائے گی۔ جاہل رہ جائے گی۔ یہ لوگ اصولاً تو تسلیم کرتے ہیں کہ قومی ترقی کیلئے قومی زبان کا فروغ ضروری ہے اور ملک میں تعلیم وتدریس کے معیار کو اعلیٰ کرنے کے لئے قومی زبان میں تعلیم ہونی چاہئے لیکن ان کے خیال میں اردو ابھی اس قابل نہیں ہوئی کہ اسے یہ منصب سونپا جائے۔ اس میں علمی اور فنی صلاحیتوں کی کمی ہے اس میں سائنسی مضامین کو سمجھنے کا اسلوب پیدا نہیں ہوا ہے۔ جدید علوم و فنون پر مبنی کتابوں کا ذخیرہ موجود نہیں ہے۔ استاد موجود ہیں جو اپنی زبان میں کسی علم کو پڑھا سکیں۔ اردو میں طباعت و اشاعت کی دقتیں ہیں۔ غرض ان کے خیال میں ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ اپنی زبان میں تعلیم دینے کے فیصلے کو اُٹھایا جائے۔ (9)

اردو کے جلد نفاذ کے لیء قومی سطح پر فوری مثبت اقدامات کی اشد ضرورت ہے۔ اردو میں موجو دہ فنی و تکنیکی اور سائنسی دور کے تمام اصطلاحات کو بھرپور انداز میں پیش کیا جاسکتا ہے۔ اور بچے اور طلباء اور طالبات باآسانی اسے سمجھ سکتے ہیں۔ قطعہ ٔ نظر اس کے دنیا میں وہی قومیں ترقی کر سکتی ہیں جنہیں اپنی زبان و ثقافت پر افتخار ہو اور اپنی قومی زبان میں جدید سائنسی تعلیم حاصل کرنا ہی اپنی قوم کی شناخت ہے۔ دنیا کی دوسری بڑی زبانوں کی طرح اردو میں بھی یہ صلاحیت بدرجہ اتم موجود ہے اور اردو میں سائنس کی تعلیم غیر ملکی زبانوں سے بہتر انداز میں دی جاسکتی ہے۔ (10)

اگر کسی قوم نے ترقی کی ہوگی تو زبان اس کے ساتھ ساتھ ترقی کرے گی۔ اگر ہمارے زبان میں کوئی کمی ہے تو قصور زبان کا نہیں ان لوگوں کا ہے جن کا علم محض کتابی اور سطحی ہے جنہوں نے کبھی اپنی زبان کے ذریعے ان علوم کو حاصل کرنے یا پھیلانے کی کوشش ہی نہیں کی اعلیٰ سطح پر اردو کو ذریعہ ٔ تعلیم اختیار کر کے قومی فکر اور اس کے تشخص کو فروغ دیا جاسکتا ہے جس کا اس ملک سے براہِ راست تعلق اور واسطہ ہے۔ انگریزی اس ملک کی زبان نہیں البتہ دو سال تک یہ ملک کی سرکاری زبان رہی لیکن غلامی کے ساتھ ساتھ اس کی یہ حیثیت بھی ختم ہو گئی۔ یہ حقیقت ہے کہ ہمارے نظام تعلیم میں اب بھی اس کا اثر موجود ہے لیکن پائیدار نہیں۔ منطقی لحاظ سے وطنِ عزیز میں تعلیم عام نہ ہونے اور پوری قوم میں ایک علمی نقطہ ٔ نظر پیدا نہ ہونے کا سب سے بڑا سبب یہی ہے کہ ہماری اعلیٰ تعلیم کا ذریعہ انگریزی ہے۔ ہمارا معیارِ تعلیم اس وقت تک بلند نہیں ہو سکتا جب تک کہ طالب علموں کو ان کی اپنی زبان میں تعلیم نہیں دی جائے گی۔ یہ بات بہت سیدھی ہے کہ ہمارے جو طالب علم سائنس پڑھنا چاہتے ہیں انہیں پہلے اپنی عمر کا ایک بڑا حصہ صرف انگریزی زبان کو سیکھنے میں صرف کرنا پڑتا ہے۔ اگر یہی وقت سائنس کی تعلیم اردو میں دینے سے بچایا جائے تو اسے ریاضی، طبعیات اور کیمیاء پر صرف کیا جاسکتا ہے۔ ابتداء سے لے کر اعلیٰ

سطح تک سائنس کی تعلیم قومی زبان اردو میں آسانی سے دی جاسکتی ہے۔

ہمیں اس بات کا اعتراف کرنا چاہئے کہ چین، جاپان ہو یا یورپین ممالک یہ انگریزی سے یکسر بے تعلق نہیں ہیں ان ممالک میں انگریزی زبان سکھانے کے خصوصی انتظامات ہیں اور یہ باقی دنیا سے اپنے سیاسی اور کاروباری معاملات انگریزی زبان کے ذریعے ہی طے کرتے ہیں لیکن انگریزی ان کا اوڑھنا بچھونا نہیں ہے وہ اپنے قومی اُمور میں اس کا عمل دخل پسند نہیں کرتے لہٰذا انہوں نے انگریزی زبان کو ناگزیر ضروریات تک محدود رکھا ہے۔ان کے یہاں کے عظیم الشان دارالتراجم ہر شعبہ جات سے متعلق انگریزی لٹریچر کو برق رفتاری سے قومی زبان میں منتقل کرکے پوری قوم کو اس سے مستفید ہونے کے مواقع فراہم کرتے ہیں۔ وہ قوم کے ہر زیرِ تعلیم بچے کی گردن میں زبان کا طوق رکھ کر اس کی فکری اور تخلیقی صلاحیتوں کو کچلنے اور اس سے قلب و ذہن کو بدیسی زبان کی اسیری میں مبتلا کرنے کی حمایت نہیں کرتے۔(11)

اگر ایک ہی قوم کے افراد مختلف زمینی ماحول میں رہتے ہوں، مختلف اقدار حیات کے پرستار ہوں اور ان کی سمت، سفر اور منزلِ مقصود تک سب ایک دوسرے سے جدا ہوں تو ان کے اندر قومی یک جہتی اور فکری ہم آہنگی پیدا ہونے کا کوئی امکان باقی نہیں رہتا۔ قومی زندگی کا یہی وہ حساس اور اہم ترین پہلو ہے جس سے ہم آج تک پہلو تہی کئے ہوتے ہیں۔

ذریعۂ تعلیم کے تنازعے کی وجہ سے ہمارا نظامِ تعلیم عملی طور پر نہ تو فرد اور معاشرے کے درمیان صحیح توازن پیدا کرسکتا ہے اور نہ ہی تربیت یافتہ افراد۔ نہ تو ہماری قومی امنگوں کے مطابق متشکل ہوا ہے اور نہ ہی اسلامی اقدار کے فروغ کا باعث۔ آزادی کے بعد سے لے کر اب تک قومی نظامِ تعلیم کو بہتر بنانے کے لئے جو بھی تعلیمی پالیساں اور حکمتِ عملیاں اختیار کی گئیں وہ متذکرہ بالا تمام مقاصد کے حصول اور ایسے افراد پیدا کرنے میں عملاً ناکام رہی ہیں جو تخلیقی اور تحقیقی اساس پر فکر و شعور و تکرار کے اطلاق کے ساتھ ایک بامقصد اور مثالی زندگی بسر کرنے کے علاوہ قومی نصب العین کی تکمیل کے لئے کام کرتے۔اس غلط حکمتِ عملی کا نتیجہ ہمارے آج ہمارے سامنے ہے کہ ہمارے تعلیمی ادارے میں تعلیمی عمل کو جاری وساری رکھنے کے لئے صحیح اور واضح ذریعۂ تعلیم کا تعین ہی نہیں ہوسکا۔(12)

یہ مسلّمہ حقیقت ہے کہ حصولِ تعلیم کے لئے قومی زبان بہترین ذریعۂ تعلیم کا کام دیتی ہے۔دنیا کی ترقی یافتہ اقوام میں کوئی بھی قوم ایسی نہیں ہے جس نے بدیسی زبان کو ذریعۂ تعلیم اختیار کرکے ترقی کی ہو۔اس لحاظ سے دیکھا جائے تو پاکستان کی بقاء و سالمیت اور اس کی خوشحالی و استحکام کا راز قومی یکجہتی، قومی زبان میں تعلیم دینے میں مضمر ہے جس کی نشاندہی خود بانی پاکستان نے بارہا کی ہے لیکن آج ہم اپنے ملک کی صورتِ حال پر نظر ڈالتے ہیں تو معاملہ بالکل برعکس نظر آتا ہے۔ سرکاری طور پر اردو کو قومی زبان کا

درجہ دیا جا چکا ہے لیکن ہم ابھی تک انگریزی زبان و ثقافت کو اپنے ذہنوں سے نہیں نکال پائے ہیں۔ اس بات سے کسی بھی شخص کو انکار نہیں ہو سکتا کہ کسی بھی ملک کی اقتصادی ترقی اور اس کے باشندوں کی فلاح و بہبود میں سائنس ایک بڑے موئثر وسیلے کی حیثیت رکھتی ہے اور یہ وسیلہ بلا شک و شبہ موئثر ذریعۂ تعلیم اختیار کر کے ہی بروئے کار لایا جا سکتا ہے اور یہ بات واضح کی جا چکی ہے کہ موئثر ذریعۂ تعلیم قومی زبان ہی ہو سکتی ہے۔(13)

جدید علوم میں تحقیقات کے لئے طلبہ میں والہانہ شوق قومی زبان کے ذریعے ہی پیدا کیا جا سکتا ہے۔ اگر انہی علوم کی تعلیم دیگر زبانوں میں دی جائے تو ایک اجنبیت فروغ پاتی ہے اور یہی تضاد ہمارے تعلیمی ماحول کا ایک حصہ بن چکا ہے۔ وہ اس طرح کہ ہمارے تعلیمی اداروں میں ثانوی سطح تک تعلیم عموماً اردو میں دی جاتی ہے جبکہ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے طلبہ اعلیٰ تعلیمی اداروں میں جاتے ہیں تو وہاں انگریزی ذریعۂ تعلیم ہونے کی وجہ سے انہیں جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ اپنی جگہ عملاً طلبہ عدم مساوات کا شکار ہو کر ملک کی تعمیر و ترقی میں بھرپور کردار ادا نہیں کر سکتے، کیونکہ ہمارے طلبہ احساسِ برتری و احساسِ کمتری کے امراض میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اعلیٰ تعلیمی اداروں میں انگریزی ذریعۂ تعلیم ہونے کی وجہ سے طلبہ کی تخلیقی توانائیوں کا بڑا حصہ انگریزی سیکھنے میں صرف ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ اپنی آموزش و تحقیق کے ذریعے کوئی نئی بات دریافت کرنے کی صلاحیت کھو بیٹھتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود انگریزی ذریعۂ تعلیم کی اہمیت و افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس زبان کے ذریعے ہی سے سائنس و تکنیکی معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں۔(14) بنیادی طور پر انگریزی زبان ایک بین الاقوامی رابطے کا ذریعہ ہے۔ اردو ذریعۂ تعلیم اختیار کر کے انگریزی زبان سے قطعی لاتعلق ہونا نہیں چاہئے بلکہ اس کو ذیلی ذریعۂ تعلیم اختیار کیا جانا چاہئے۔ یا یہ کہ ملکی تقاضوں و بین الاقوامی تقاضوں کے پیشِ نظر کسی ایک زبان کو ذریعۂ تعلیم قرار دیا جانا چاہئے۔ چنانچہ ان تمام حقائق کے پیش نظر زیرِ نظر موضوع کی اہمیت صرف یہیں متعین ہوتی ہے کہ متذکرہ بالا دونوں ذرائع تعلیم میں سے وطن عزیز کیلئے موزوں ترین ذریعہ تعلیم کونسا ہے۔ اس کا تعین کر کے سفارشات مرتب کی جائیں۔(15)

مختصر یہ کہ اس مسئلے ہر سیر حاصل بحث کرنے کا بنیادی مقصد قومی نظام تعلیم کو صحت مند خطوط پر متشکل کرنے کیلئے اُردو بطور ذریعۂ تعلیم اس کی افادیت و اہمیت کا تعین کر کے سفارشات مرتب کرنا ہے کیونکہ ذریعۂ تعلیم کسی بھی معاشرے میں دی جانے والی تعلیم کا فعال عنصر ہوتا ہے جو تعلیمی عمل ہیں اس قوم کے نظریہ حیات کی ترویج و اشاعت، اس پر عمل اور اپنے تہذیبی و ثقافتی ورثے سے واقفیت بہم پہچاتا ہے اور اس پر فخر محسوس کرتے ہوئے اس کے تحفظ کا احساس دلاتا ہے جن پر عمل پیرا ہونے سے فرد اور معاشرے کے مابین ایک صحت مند رشتے کی استواری مملکتی مقاصد کے حصول میں سنگ میل

ثابت ہوتی ہے۔ زیرِ نظر موضوع پر سیر حاصل بحث کرنے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ کسی ایک ذریعۂ تعلیم کا تعین کرکے سفارشات مرتب کی جائیں تاکہ ہمارے طلبہ بہتر تعلیم وتربیت کے ذریعے اپنی اندرونی صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر اپنی ذات میں توازن پید کرتے ہوئے نئے جہانوں کی تخلیق کرکے زمین میں خدا کا صحیح نمائندہ ہونے کا ثبوت دیں۔(16)

بنابریں تسخیری عمل کو جاری رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ بامقصد تعلیم کو فروغ دیا جائے۔ اس کے فروغ کے لئے جب تک درپیش مسائل کا معروض بنیادوں پر تجزیہ کرکے اس کا صحیح حل پیش نہیں کیا جاسکتا تب تک نہ تو بہتر منصوبہ بندی ہوسکتی ہے اور نہ ہی قومی نظامِ تعلیم کے راہ نما خطوط متعین ہوسکتے ہیں۔(17) الغرض زیرِ نظر کاوش کا مقصد اوّلین یہ ہے کہ قومی نظامِ تعلیم کو صحت مند خطوط پر متشکل کرنے کے لئے ایک ہی ذریعۂ تعلیم وہ بھی قومی زبان اردو کا تعین ہوتا کہ قومی زبان اردو کی وساطت سے نہ صرف قومی یکجہتی فروغ پاسکے بلکہ نوجوان نسلوں میں قومی اتحاد اور یگانگت کے جذبات پروان چڑھائے جاسکیں۔ اس ضمن میں درجِ ذیل پہلو توجہ طلب ہیں:

طلبہ کی تخلیقی صلاحیتوں کو پروان چڑھایا جاسکتا ہے۔ یہ تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ طلبہ بدیسی زبان کے مقابلے میں قومی زبان کے تحت اچھا سوچ سکتے ہیں اور اچھا لکھ سکتے ہیں اور وہ اپنی تخلیقی صلاحیتوں کو بہ نسبت کسی دوسری زبان کے قومی زبان کی وساطت سے پروان چڑھا سکتے ہیں۔ ہمارے ہاں بدقسمتی سے شروع دن سے قومی زبان اردو کو اس تناظر میں پیش نظر نہیں رکھا گیا بلکہ انگریزی زبان بطور ذریعۂ تعلیم اسے معیاری تعلیم کی ضمانت سمجھا گیا جو کسی بھی لحاظ سے موضوع اقدام نہیں تھا۔ عملاً ہمارے طلبہ کا زیادہ تر وقت انگریزی زبان سیکھنے میں گزرتا ہے اور اس وجہ سے وہ اصولی علم کی جانب کم سے کم توجہ دے پاتے ہیں۔ نتیجتاً انہیں اس دقت کی وجہ سے معیاری تعلیم فراہم نہ ہوسکی اور نہ ہی بدیسی زبان کی بناءپر ان کی صلاحیتیں پروان چڑھ سکیں۔ بایں بنیاد یہ ضروری ہے کہ ہمارے اربابِ اقتدار واختیار اس حقیقت کو تسلیم کریں کہ ہماری قومی زبان اردو میں ہر لحاظ سے ذریعہ تعلیم بننے کی صلاحیت موجود ہے۔ حکومت فوری طور پر اس سے ذریعۂ تعلیم بنائے تاکہ ہمارے طلبہ قومی زبان کی بناءپر اپنی تخلیقی صلاحیتوں کو نہ صرف پروان چڑھاسکیں بلکہ ان میں تفکر اور تدبر بھی نشوونما پاسکے۔(18)

دنیا کی قوموں کی ترقی اور زوال اور استحکام اور قومی یکجہتی کے عمل میں قوموں کی قومی زبان نے اہم کردار ادا کیا ہے مثال کے طور پر آج ہر ترقی پذیر ملک کا جائزہ لیتے ہیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ وہاں ان کی قومی زبان ہی ذریعۂ تعلیم ہے۔ ویسے بھی قومی زبان قومی تشخص کے لئے ایک ناگزیر عامل ہے لیکن بدقسمتی سے وطنِ عزیز پاکستان میں قومی زبان کو ہمیشہ نظر انداز کرکے بدیسی زبانوں کو بالخصوص انگریزی زبان کو اس مقصد کے لئے استعمال کیا گیا جس کی وجہ سے 68سال گزرنے کے باوجود بھی ہمارا قومی تشخص

مجروح ہے۔ قومی یکجہتی اور استحکام ناپید ہے۔ لہٰذا اب ہمیں قومی زبان کی افادیت کا احساس ہونا چاہئے اور ہمیں ذریعۂ تعلیم کے طور پر اردو زبان کے عملی نفاذ کو ناگزیر ضرورت سمجھ کر عملی جامعہ پہنچانا چاہئے تاکہ قومی زبان کے وسیلے سے ہمارا قومی تشخص اُجاگر ہو سکے اور قومی یکجہتی ممکن ہو سکے۔(19)

ہم پرائمری سے لے کر اعلیٰ تعلیم تک قومی زبان اردو کو ذریعۂ تعلیم بنا کر نہ صرف تدریسی عمل کو موٴثر بنا سکتے ہیں بلکہ قومی زبان کے وسیلے سے طلبہ کے اذہان میں نصابی معلومات اور مہارتیں موٴثر طریقے سے واضح کر کے انہیں عملی زندگی کے لئے تیار کر سکتے ہیں کیونکہ قومی زبان کی سب سے بڑی افادیت یہ ہے کہ طلبہ کو اُسے سیکھنا نہیں پڑتا اور اسے سیکھنے کے لئے وقت ضائع نہیں کرنا پڑتا جیسا کہ انگریزی ذریعہ تعلیم ہونے کے ناطے ہمارے طلبہ کو کرنا پڑتا ہے۔

یہ ایک افسوسناک صورتحال ہے کہ ہمارے ہاں قیامِ پاکستان سے اب تک انگریزی زبان کو ذریعۂ تعلیم کا درجہ دینے کی بناء پر تعلیم میں طبقاتی رجحانات پروان چڑھتے رہے ہیں۔ معاشرے میں جو طبقہ انگریزی ذریعۂ تعلیم کو ترقی کا زینہ سمجھتا ہے ان کیلئے انگلش میڈیم اسکول قائم ہوتے رہے ہیں اور دیگر طبقات کے لئے دوسرے تعلیمی ادارے مختص ہوتے رہے ہیں۔اس صورتِ حال نے ملک میں نہ صرف طبقاتی کشمکش کو فروغ دیا بلکہ تعلیمی عمل میں طبقاتی رجحانات پروان چڑھائے۔ اس صورتحال کا خاتمہ صرف اس صورت میں ممکن ہے کہ ہم ایک قوم، ایک ملک اور ایک زبان کے طرزِ عمل کو فروغ دے کر نہ صرف قومی یکجہتی کو پروان چڑھائیں بلکہ فلسفہ اسلام کے اس اصول کو بھی عملی جامعہ پہنائیں کہ اسلام کو ماننے والے ایک ہی ملت کے افراد ہیں ان میں طبقاتی تفریق کسی بھی صورت نہیں ہونی چاہئے۔ بایں بنیاد اردو کو ذریعۂ تعلیم بنا کر ہم اس طبقاتی تصادم کا نہ صرف خاتمہ کر سکتے ہیں بلکہ ایک ملک، ایک قوم اور ایک نظامِ تعلیم کے سیدھے سادھے اُصول کو فروغ دے کر قومی یکجہتی کو پروان چڑھا سکتے ہیں۔(20)

اس میں کوئی شک نہیں کہ تعلیم سماجی وثقافتی ورثے کی منتقلی کا ایک اہم ذریعہ ہے اور یہ ترسیل کا واحد وسیلہ ذریعۂ تعلیم ہے اور اگر ذریعۂ تعلیم ہمارے ملک کی طرح بدیسی زبان نہ ہو بلکہ قومی زبان ہو تو زیادہ موٴثر طریقے ثقافتی وعلمی ورثے کی منتقلی کو ممکن بنا سکتی ہے۔ قومی زبان اردو کی افادیت کا یہ اہم پہلو ہے کہ نہ صرف قیامِ پاکستان کے حصول میں بطور عامل اپنے اثرات رکھتی ہے بلکہ خالصتاً پاکستانی ثقافت اور نظریۂ پاکستان کی بنیاد پر منظم ہونے والے علمی ورثے کو آئندہ نسلوں کے اذہان میں موٴثر طریقے سے منتقل کر کے ہماری نوجوان نسلوں کو قیامِ پاکستان کے مقاصد کے حصول کے لئے تربیت فراہم کر سکتی ہے۔

کسی بھی ملک، معاشرہ میں اتحاد، بھائی چارہ، یکجہتی اور سماجی بین العمل کے لئے قومی زبان بطور عامل اہم کردار ادا کرتی ہے۔ ہمارے ہاں شروع دن سے قومی زبان کی اہمیت کو نظر انداز کئے جانے کا رجحان پروان چڑھتا رہا جس کی وجہ سے علاقائی اور بدیسی زبانوں کو ملک میں اہمیت ملتی رہی نتیجتاً لسانی

عصبیت پروان چڑھی صوبائیت اور علاقائیت کے محرکات سماجی تصادم کی بنیاد بنے لہٰذا اب وقت آگیا ہے کہ ہم ایسے رجحان ختم کریں اور اس کے لئے احسن قدم قومی زبان اردو کو ہر سطح کیلئے ذریعۂ تعلیم قرار دیں اور اب تو وطنِ عزیز کی عدالت عظمیٰ نے بھی اردو زبان کی افادیت محسوس کرکے اسے ذریعۂ تعلیم اور دفتری زبان بنانے کے احکامات جاری کردیئے ہیں اور حکومت اس فیصلے پر عمل درآمد کرکے قومی زبان اردو کو اس کا جائز مقام دے سکتی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے طلبہ قومی زبان اردو کی بنیاد پر نہ صرف مؤثر طریقے سے علم حاصل کرسکتے ہیں بلکہ ان کے اندر قومی زبان کی بناء پر قومی شعور پیدا ہوسکتا ہے۔ ساتھ ساتھ ان میں تعمیری و تنقیدی فکر بھی اجاگر ہوسکتی ہے۔ ایک صحت مند معاشرے کی تعمیر و تشکیل کیلئے یہ ضروری ہے کہ اس کے افراد اپنی تاریخ اور اپنے حال اور اپنے ماضی کی کوتاہیوں کو تنقیدی نقطۂ نظر سے اجاگر کرکے اپنے مستقبل کے لئے منصوبہ بندی کریں۔ لہٰذا ایسی صلاحیتیں ہمارے طلبہ میں صرف قومی زبان اردو ہی پیدا کرسکتی ہے۔ قومی زبان اردو کا خاصہ یہ بھی ہے کہ یہ نظریۂ پاکستان کی بنیاد کا کام ہمیشہ دیتی رہی ہے لہٰذا نظریۂ پاکستان کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ ہم اپنی قومی زبان کو بطور ذریعۂ تعلیم اختیار کرنے میں مزید دیر نہ کریں۔(21)

یہ ایک بین الاقوامی اُصول ہے کہ دنیا کا ہر بندہ اظہارِ خیال کے لئے اپنی قومی زبان کو مؤثر اور افادی خیال کرتا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ سیکھنے یعنی آموزشی استعداد میں بھی قومی زبان کو ذریعۂ تعلیم اختیار کرکے اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ لیکن ہمارے ہاں بدقسمتی سے شروع دن سے قومی زبان اردو کی افادیت و اہمیت کو نظرانداز کرکے بدیسی زبان کو ذریعۂ تعلیم بناکر نہ صرف طلبہ کی اظہاری صلاحیتوں میں رکاوٹیں ڈالی گئی بلکہ ان کی آموزشی استعداد میں بھی خاطر خواہ اضافہ نہ ہوا جس کی وجہ سے ہماری نوجوان نسلیں عملی زندگی میں کوئی خاطر خواہ کامیابی حاصل نہ کرسکی لہٰذا اب وقت آگیا ہے کہ حکومت قومی زبان اردو کو ذریعۂ تعلیم اختیار کرکے نوجوان نسلوں کی اظہاری صلاحیتوں کو فروغ دے بلکہ ان کی آموزشی استعداد میں بھی خاطر خواہ اضافہ کرے۔(22)

قومی زبان اردو بطور ذریعۂ تعلیم وطن عزیز کے لئے افادیت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ یہ شرح خواندگی میں اضافہ کرسکتی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ وطن عزیز میں شرح خواندگی عملاً اس سطح پر ہے جس سطح پر قیامِ پاکستان کے وقت تھی۔ اس میں اضافے کے لئے قومی زبان بطور ذریعۂ تعلیم اہم کردار ادا کرسکتی ہے۔ ہمارے اربابِ تعلیم اور اربابِ اقتدار کو اب اس حقیقت کا ادراک کرلینا چاہئے کہ بدیسی زبانوں کو ذریعۂ تعلیم اختیار کرکے ہم شرح خواندگی کی گرتی ہوئی صورتحال میں کوئی خاطر خواہ اضافہ نہیں کرسکتے۔

قومی ترقی میں بطور ذریعۂ تعلیم قومی زبان کا کردار کلیدی ہوسکتا ہے۔

حوالہ جات:

۱۔ ڈاکٹر محمد اشرف خرم ''قومی نظام تعلیم مسائل اور حل'' کراچی، اُردو اکیڈمی سندھ 1998ء ص۔63

۲۔ حکومت پاکستان قومی ''تعلیمی کانفرنس 1947 کی سفارشات'' کراچی، وزارت تعلیم 1948ء ص۔8

۳۔ ڈاکٹر محمد اشرف خرم ''قومی نظام تعلیم فکر و عمل کے ذریعے'' کراچی، رہبر پبلیشرز 2010ء ص۔33

۴۔ ڈاکٹر محمد اشرف خرم ''پاکستان میں سیاسی علوم استحکام کے تعلیم پر اثرات'' کراچی، رائل بک کمپنی 2010ء ص۔585

۵۔ پروفیسر خورشید احمد ''قومی نظام تعلیم، نظریہ، روایات اور مسائل'' اسلام آباد انسٹیٹوٹ آف پالیسز اسٹڈیز 1993ء ص۔371

۶۔ ڈاکٹر ایم۔اے قریشی ''پاکستان میں تعلیم کے تناظر'' لاہور مجید بک ڈپو 1976ء ص۔102

۷۔ جاوید علی نقوی ''حمود الرحمن کمیشن رپورٹ'' لاہور، علی پبلیشرز 2000ء ص۔178

8- G.W Choudhary "Documents and Speeches on the constitution of Pakistan" Dacca, 1967 - P.299

9- G.R Crown "A Study of Organizational Conflict in education" New York Naiburge Publishing Corporation 1970 - P.40

۱۰۔ ڈاکٹر محمد اشرف خرم ''قومی نظام تعلیم کی تشکیل جدید'' کراچی رہبر پبلیشرز 1999ء ص۔52

11- David Loshak "Pakistan Crises" New York Mc Graw Hill Publishing Co. 1971 - P. 411

۱۲۔ ڈاکٹر محمد اشرف خرم ''تعلیم کی بنیادیں'' کراچی، رہبر پبلیشرز 2010ء ص۔523

13- Robert E Meson "Decline and Crises in Education" Phi Delta Kopun, 1967- P.76

14- Nicholas A Master "Some Political Problems Induced in Educational Planning: Education for the Future" Denuer Colo, 1967 - P.268

۱۵۔ ڈاکٹر محمد اشرف خرم ''تعلیم کی فلسفیانہ اور عمرانیاتی بنیادیں''۔ کراچی رہبر پبلشرز 2015ء نیو ایڈیشن ص۔470

۱۶۔ ڈاکٹر محمد اشرف خرم ''تقابلی تعلیم'' کراچی رہبر پبلشرز 2000ء۔ ص(63)

17- Government of Pakistan "National Educational Policy -1978" Islamabad, Ministry of Education, 1978 - P-580

۱۸۔ ڈاکٹر محمد اشرف خرم ''قومی نظام تعلیم کی کمزوریاں' کراچی رہبر پبلشرز 2015ء ص۔267

19- Nasir Jalil "Pakistan Education: The first Decade in Education and State". Karachi. Oxford University Press 1998 - P-413

۲۰۔ ڈاکٹر محمد اشرف خرم ''قومی نظام تعلیم کی کمزوریاں' 'کراچی رہبر پبلشرز 2015ء ص۔267

۲۱۔ ایضاً ص۔294

۲۲۔ ایضاً ص۔304